عاریت کے شرعی احکام

پروفیسر محفوظ احمد، سانگلہ ہل

نحمدهٗ ونصلی علٰی رسوله الکریم

لغوی مفہوم:

عربی لغت میں عاریت کا مادہ ع، و، ر ہے۔

(م ۷۰۹ھ) کے نزدیک عاریہ کی یاء کو مشدد بھی پڑھا جاتا ہے اور مخفف بھی۔ (۱)

جوہری لغت میں عاریہ ان معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ وہ چیز جو لوگوں کے درمیان آتی جاتی ہو۔ اسی لئے ابن منظور (م ۷۱۱ھ) نے اس کا معنی لکھا ہے۔ ”ماتد الوہ بینھم“ (۲) یعنی عاریت اس چیز کو کہا جاتا ہے جو لوگوں کے درمیان آتی جاتی ہو۔

۲۔ وہ شئے جو جلدی جائے اور جلدی سے آجائے۔ عربی میں کہا جاتا ہے۔ ”اعارہ الشیء و اعارہ منه و عاورہ“ (۳) اس نے فلاں چیز عارضی طور پر اس کو دی اور اس نے عارضی طور پر لی۔

ابن الاثیر (م ۶۰۶ھ) کے نزدیک عاریہ ”عار“ (بمعنی عیب) کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عاریت چیز مانگنا بھی باعث عیب ہوتا ہے۔ (۴)

ابن منظور کے نزدیک عاریہ ”عار“ (۵) سے بنا ہے اور اس کا فعل اِعْتَوَرَ یاتَعوَّرَ یاتَعَاوَرَ آتا ہے، اسی لئے کیا جاتا ہے۔

”اعتور الشیء یا تعور الشیء یا تعاور الشیء“ (۶) یعنی اس چیز کو باہم ایک دوسرے کے ہاتھ پھراتے رہو یعنی عاریتاً دیتے رہو۔

استعارہ بھی عاریہ سے بنا ہے۔ لسان العرب میں ہے۔

”استعارہ منه طلب منه ان یصیر“ (۷)

☆امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے۔☆

یعنی کسی سے کسی چیز کا عاریتاً طلب کرنا استعارہ کہلاتا ہے۔

۳۔ عاریۃ کا تیسرا معنی یہ ہے کہ اس شئے مقصود کا نام جو لینے والے کے پیش نظر ہو۔(۸) اس معنی کے مطابق یہ لفظ "عراہ یعروہ عرواً" سے نکلا ہے جس کا معنی قصد کرنے کے ہیں۔ چونکہ عاریتاً لی ہوئی چیز بھی لینے والے کا مقصد ہوتی ہے اس لئے اس مفہوم کے لئے بھی عاریۃ کا لفظ استعمال ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

علامہ سرخسی (م ۴۸۳ھ) نے استعارہ یا عاریت کی اصطلاحی تعریف یہ تحریر کی ہے "تملیک المنفعة بغیر عوض" (۹) کسی کی خواہش پر بلاعوض اپنی چیز کے نفع کا کسی دوسرے کو مالک بنا دینا استعارہ کہلاتا ہے مرغینانی (م ۵۹۳ھ) نے ہدایہ میں اس مفہوم کو ان الفاظ میں رقم کیا ہے۔

"تملیک المنافع بغیر عوض" (۱۰) بہرحال فقہی اصطلاح میں کسی شخص کا کوئی چیز دوسرے شخص سے بغیر معاوضے کے طلب کرنا استعارہ کہلاتا ہے۔

صاحب شرح الوقایہ نے شریعت کی تملیکات اس طرح بیان کی ہیں۔

اوّل: کسی کو کسی چیز کا معاوضہ لے کر مالک بنانا بیع کہلاتا ہے۔

دوم: بلاعوض کسی چیز کا کسی کو مالک بنانا ہبہ کہلاتا ہے۔

سوم: معاوضہ لے کر کسی شخص کو کسی چیز کے نفع کا مالک بنانا اجارہ کہلاتا ہے۔

چہارم: بغیر معاوضہ کے کسی چیز کے نفع کا کسی شخص کو مالک بنانا عاریۃ کہلاتا ہے۔(۱۱)

عاریت کی شرعی حیثیت:

عاریت کے جواز کے لئے قرآن پاک اور احادیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد دلائل ملتے ہیں۔

سورۃ الماعون میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فویل للمصلین ○ الذین ھم عن صلاتھم ساھون ○ الذین ھم یرآؤن ○

ویمنعون الماعون ○ (۱۲)

پس تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں، جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو عاریۃ) دینے سے گریز کرتے ہیں۔

علامہ قرطبی (م ۶۷۱ھ) نے ماعون کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "ماعون" سے مراد عاریۃ ہے۔ (۱۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ایک بار حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ایک گھوڑا (جسے مندوب کہا جاتا تھا) عاریۃً لیا اور اس پر آپ سوار ہوئے۔ (۱۴) غزوہ حنین میں بھی حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زرہ عاریۃً طلب کی تو حضرت صفوان نے پوچھا:

"أغصب یا محمد فقال لابل عاریة"۔ (۱۵)

یارسول اللہ کیا آپ بطور غصب لینا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ عاریۃً، یعنی واپس لٹا دوں گا۔ اسی طرح صحیح ابن حبان میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاریۃً کے متعلق فرمایا "العاریة مؤداة" (۱۶) عاریۃً لی ہوئی چیز واپس لٹائی جاتی ہے۔

ان دلائل سے واضح ہو جاتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں استعارہ جائز ہے۔ بلکہ علامہ جزیری نے اس کی مزید تقسیم یہ کی ہے۔

وقد یعرض لها الوجوب...... وقد یعرض لها الحرمة"۔ (۱۷)

یعنی کبھی عاریت کا دینا واجب ہو جاتا ہے، جیسے ایک شخص کو سخت گرمی اور تپتے میدان میں سائبان کی ضرورت ہو جس پر اس کی زندگی کا انحصار بیماری سے بچنا موقوف ہے۔ اب اگر کسی کے پاس کسی طرح کا کوئی سائبان ہے تو اس کو یہ سائبان عاریۃً طلب کرنے پر دینا واجب ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس کوئی خادم ہے اور مستعیر اس سے حرام یا ناجائز کام کرانے کے لئے عاریۃً طلب کرتا ہے تو اس صورت میں معیر کا خادم عاریۃً دینا حرام ہے۔

عاریت سے بنی نوع انسان ایک دوسرے کی جائز حاجت روائی کرتے ہیں اور باہمی

حسن سلوک کے تعلقات بڑھتے ہیں اور الفت ومحبت پختہ ہوتی ہے۔ اسی لئے صاحب ہدایہ نے کتاب العاریۃ کا آغاز ہی ان الفاظ سے کیا ہے۔"العارية جائز لانه نوع احسان." (۱۸) یعنی عاریت جائز ہے اس لئے کہ یہ اس احسان کی ایک قسم ہے۔ اسی احسان کو قرآنِ پاک نے تعاون کا نام دیا ہے، جس کا ذکر سورۃ المائدہ میں اس طرح کیا گیا۔

"تعاونوا علی البرّ والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"۔(۱۹)

نیکی اور پرہیز گاری کی باتوں میں تم ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ وسرکشی کی باتوں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔

ارکان عاریت:

استعارہ کے چار ارکان ہیں:

۱۔ معیر: کوئی شئے عاریتاً دینے والا۔

۲۔ مستعیر: عاریتاً کوئی شئے طلب کرنے والا یا لینے والا۔

۳۔ معار: وہ چیز جو عاریتاً دی جائے۔

۴۔ صیغہ: الفاظ عاریت۔

عاریت کے معاملے میں جو الفاظ استعمال کئے جائیں ان میں ایجاب وقبول کا مفہوم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ عاریت میں تملیک ہوتی ہے اور وہ ایجاب وقبول کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی۔ البتہ اس میں زبان سے کہنا ضروری نہیں صرف مطلوبہ شئے کا لین دین ہی کافی ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے:

"افاد بالتمليک لزوم الايجاب والقبول ولو فعلا"۔(۲۰)

یعنی عاریت میں ایجاب وقبول کا ہونا ضروری ہے اگر چہ یہ ایجاب وقبول قولی ہو یا فعلی۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"واما رکنها فهو الايجاب من المعير والقبول من المستعير"۔(۲۱)

یعنی معیر کا ایجاب اور مستعیر کا قبول رکن عاریت ہے۔

عاریت کے لئے جن الفاظ کا استعمال درست ہے ان کے متعلق ابن قدامہ (م ۶۲۰ھ)

نے لکھا ہے:

تنعقد بكل فعل او لفظ يدل عليها مثل قوله اعرتك هذا او يدفع اليه شيئا ويقول ابحتك الانتفاع به او خذ هذا فانتفع او يقول اعرني هذا او اعطينه اركبه او احمل عليه ويسلمه اليه۔ (۲۲)

عاریت ہر اس فعل یا لفظ سے منعقد ہو جاتی ہے جس میں تملیک کا مفہوم پایا جاتا ہو جیسے کوئی یہ کہے کہ میں نے یہ چیز تجھے عاریتاً دی۔ یا کسی کے سپرد کوئی چیز کر دی جائے یا یہ کہا جائے کہ میں نے اس چیز سے فائدہ اٹھانا تیرے لئے مباح کر دیا۔ یا اس شئے کو لے لو اور اس سے نفع اٹھاؤ۔ یا یہ کہا جائے کہ مجھے یہ چیز عاریتاً دو۔ وہ (سواری) مجھے دو میں اس پر سوار ہوں یا میں اس پر سامان رکھوں اور وہ اُسے اس کے سپرد کر دے۔

ان تمام الفاظ سے عاریت منعقد ہو جاتی ہے البتہ ان کے استعمال میں فقہاء نے ایک شرط عائد کی ہے کہ ان الفاظ سے مراد ہبہ کا مفہوم نہیں ہونا چاہئے۔ (۲۳)

شرائط عاریت:

شریعت اسلامیہ میں عاریت کے لئے یہ شرائط مقرر کی گئی ہیں۔

معیر سے متعلق شرائط:

معیر میں یہ شرائط موجود ہو جانی چاہئے۔

اوّل: عاقل ہونا، معیر کو عاقل ہونا چاہئے کیونکہ مجنون یا پاگل عدم اہلیت کی بناء پر اگر کسی کو کوئی چیز عاریتاً دے تو عاریت درست نہ ہوگی۔

دوم: باشعور ہونا معیر کے لئے دوسری شرط اس کا باشعور ہونا ہے گویا ناسمجھ بچے کا کسی کو کوئی چیز عاریتاً دینا صحیح نہیں ہوگا۔ تاہم معیر کا بالغ ہونا شرط نہیں کیونکہ نابالغ بھی جس شئے کے متعلق تصرف کا مختار ہو تو اس چیز کے متعلق اس کا اعارہ درست ہوگا۔

☆امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ...

مستعیر کے متعلق شرائط:

فقہاء عظام کے نزدیک مستعیر کو ان شرائط کا حامل ہونا چاہئے۔

اوّل: مستعیر شخص معین ہو۔ بلاتعین عاریت درست نہ ہوگی جیسے کوئی شخص دو آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہے کہ یہ موٹر کار میں تم میں سے ایک کو عاریتاً دیتا ہوں۔ اس طرح اعارہ درست نہ ہوگا۔

دوم: مستعیر معار کے استعمال کو جاننے والا ہو۔ (۲۴) لہٰذا کسی شخص کا اپنی موٹر سائیکل کسی بچے یا دیوانے کو دینا درست نہ ہوگا۔

سوم: اہلیت کا ہونا۔ یعنی مستعیر معار لینے کی اہلیت رکھتا ہو اسی لئے کسی کافر کو مسلمان کا قرآن پاک عاریتاً دینا درست نہ ہوگا کیونکہ وہ اس کے قبول کرنے کا اہل نہیں ہے۔ (۲۵)

معار کے متعلق شرائط:

عاریت میں جو چیز دی جا رہی ہو اس میں ان شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے۔

اوّل: تلف کئے بغیر فائدہ اٹھانا: یعنی وہ چیز عاریتاً دی جا سکتی ہے، جس کو تلف یا ضائع کئے بغیر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اس طرح اگر کسی چیز سے استفادہ ممکن نہ ہو تو اس کا عاریتاً دینا بھی درست نہ ہوگا۔

اول الذکر کی مثال جیسے موم بتی یا اشیاء خوردنی۔

مؤخر الذکر کی مثال جیسے بیمار جانور جس سے مطلوبہ کام نہ لیا جا سکتا ہو۔

دوم: مستعیر کا قبضہ: دوسری شرط معار کے لئے یہ ہے کہ مستعیر معار کو اپنے قبضہ میں لے لے اس لئے کہ قبضہ کے بغیر اعادہ درست نہ ہوگا۔

سوم: مباح ہونا۔ عاریت میں جو چیز دی جا رہی ہو اس کا مباح ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ ایسی چیز کا عاریتاً دینا حرام ہے، جس کی منفعت حرام ہو، جیسے مسروقہ چیز۔

نیز ناجائز مقصد کے لئے جائز چیز عاریتاً دینا بھی ناجائز ہے جیسے اپنی بندوق کسی کو قتل کے لئے عاریتاً دینا البتہ ایسی چیز کا عاریتاً دینا جائز ہے جس کا استعمال جائز ہو اور فروخت ناجائز جیسے شکاری کتا، یا قربانی کی کھال، اس کا استعمال تو جائز ہے لیکن فروخت ناجائز ہے۔ (۲۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے۔ ☆

الفاظ عاریت کے متعلق شرط:

عاریت کے الفاظ کے متعلق شرط یہ ہے کہ وہ الفاظ ایسے ہوں جن سے یہ ظاہر ہو کہ فلاں شئے سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے۔ وہ الفاظ خواہ معیر کے ہوں یا مستعیر کے جیسے مستعیر کہے کہ مجھے فلاں چیز عاریتاً دے دیجئے یا معیر کہے کہ میں فلاں چیز عاریتاً دے رہا ہوں۔ دوسری طرف سے جوابی الفاظ کی ادائیگی ضروری نہیں صرف اس پر عمل ہی کافی ہے۔ (۲۷)

اقسام عاریت:

فقہ اسلامی میں عاریت کی یہ اقسام ہیں:

اوّل: **مطلقة في الوقت والانتفاع**: عاریت کی اس قسم میں معار سے فائدہ اٹھانے اور پابندی وقت کا تعین نہیں ہوتا جیسے معیر کہے کہ میں نے یہ مکان یا جانور اسلم کو عاریتاً دیا اور یہ نہ بتایا کہ وہ مکان سے کتنے عرصہ کے لئے فائدہ اٹھائے یا جانور سے کیا کام لیا جائے۔ تو یہ عاریت بھی درست ہوگی اس لئے کہ ہدایہ میں ہے: "**لا یشترط فیه ضرب المدة**" (۲۸) یعنی عاریت میں مدت کا بیان کرنا شرط نہیں ہے عاریت کی اس قسم میں مستعیر معار سے بلاشرط یا پابندی کے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

دوم: **مقیدة في الوقت والانتفاع**: اس عاریت سے مراد یہ ہے کہ معار سے مستفید ہونے کی مدت اور فائدہ کی مقدار بتا دی جائے، جیسے معیر کہے کہ میں نے اپنا مکان اشرف کو ایک ماہ کے لئے عاریتاً دیا اس دوران وہ اپنا سامان اس میں رکھ سکتا ہے اس صورت میں اشرف کے لئے ایک ماہ سے زائد اس مکان سے فائدہ ناجائز ہوگا۔ اور نہ ہی اس مکان میں اپنا سامان رکھنے کے علاوہ کوئی دوسرا فائدہ اٹھا سکے گا۔ البتہ جس مقصد کے لئے اسے اجازت دی گئی ہے اس سے بہتر طریقہ سے اُسے کام میں لانے کی اجازت ہے جیسے مکان میں لوہا اور پتھر رکھنے کی اجازت تھی تو اس نے کپڑا رکھ لیا تو یہ جائز ہوگا۔ (۲۹)

سوم: **مقیدة في حق الوقت مطلقة في حق الانتفاع**: عاریت کی اس قسم سے مراد یہ ہے کہ اس میں مال عاریت سے فائدہ اٹھانے کے لئے مدت مقرر کر دی گئی ہو لیکن فائدہ اٹھانے

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں۔ (محدث ابو زرعہ)

میں مستعیر آزاد ہو۔ جیسے معیر کا یہ کہنا کہ میں آپ کو یہ جانور دس دن کے لئے عاریتاً دیتا ہوں لیکن یہ نہ بتایا گیا ہو کہ اس جانور سے کیا کام لیا جائے۔

اس صورت میں معیر کے قول سے تجاوز کرنا جائز نہ ہوگا۔

چہارم: مقیدة فی حق الانتفاع و مطلقة فی حق الوقت: یعنی مال عاریت سے مستفید ہونا مقید کر دیا گیا ہو البتہ وقت کی کوئی پابندی نہ ہو، جیسے معیر کہے کہ میں یہ موٹر سائیکل آپ کو عاریتاً دیتا ہوں لیکن آپ اس پر صرف فلاں مقام پر جا سکتے ہیں اس صورت میں مستعیر مقررہ مقام پر جتنی بار چاہے جا سکتا ہے البتہ کسی اور مقام پر اس موٹر سائیکل پر جانا ناجائز ہوگا۔ مؤخر الذکر تینوں صورتوں میں معیر کے قول سے تجاوز کرنا کسی صورت میں جائز نہ ہوگا۔ (۳۰)

عاریتی اشیاء:

عاریت میں کس قسم کی اشیاء دی جا سکتی ہیں اس کے متعلق علامہ ابن رشد (م ۵۹۵) نے لکھا ہے:

تجوز اعارة کل عین ینتفع بها منفعة مباحة مع بقائها علی الدوام کالدور والعقار والعبید، والجواری والدواب والثیاب والحل اللبی والکلب للصیّد. (۳۱)

عاریت میں ہر وہ چیز دی جا سکتی ہے جس کو زائل کئے بغیر جائز فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہو جیسے عام کھلی جگہ، زمین، غلام، کشتی یا باندی، چوپائے، کپڑے، زیورات، لباس اور شکاری کتا وغیرہ۔

ان اشیاء کی شریعت میں کوئی تخصیص تو نہیں بہرحال ہر وہ چیز عاریتاً دی جا سکتی ہے جس سے نفع اٹھانا جائز ہو اور نفع اٹھانے سے اس کی شکل زائل نہ ہو۔

معیر کے فرائض واختیارات:

کتب فقہ میں معیر کے فرائض واختیارات بیان کئے گئے ہیں۔

عاریت معینہ میں مدت مقررہ سے پہلے معیر معار کو واپس لینے کا اختیار رکھتا ہے، بشرطیکہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں۔

اس کی واپسی میں مستعیر کو کوئی ضرر یا نقصان نہ پہنچے جیسے ایک شخص کو زمین بغرض زراعت مستعار دی گئی تو اب معیر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس زمین سے پیداوار حاصل ہونے سے پہلے اُسے واپس لے۔ کیونکہ اس وقت زمین کی واپسی سے مستعیر کو مالی نقصان پہنچے گا۔ البتہ اگر معیر مطلوبہ نقصان کو پورا کر دے تو پھر معیر اپنی عاریت کی چیز واپس لینے کا مجاز ہے۔

اگر معیر نے دو سال کے لئے کسی کو زمین عاریتاً دی اس عرصہ میں مستعیر نے اس زمین میں درخت لگا دیئے۔ ایک سال کے بعد معیر نے اس زمین کی واپسی کا مطالبہ کر دیا اب ان درختوں کے اکھاڑنے سے معیر نقصان کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔ ان درختوں کی قیمت کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اگر ایک سال کے پودے کی قیمت ۱۰۰ روپے فرض کریں تو ایک سال کے بعد اس کی متوقع قیمت ۱۵۰ ہو تو معیر ۵۰ روپے مستعیر کو ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ البتہ اگر مقررہ مدت کے بعد معیر نے اپنی زمین کی واپسی کا مطالبہ کیا تو مالک اپنی زمین واپس لے سکتا ہے اور درخت اکھاڑنا مستعیر کا فرض ہوگا۔ اسی لئے صاحب ہدایہ نے لکھا ہے۔

وللمعیر ان یرجع فی العاریۃ متیٰ شاء۔

یعنی معیر اس بات کا مختار ہوتا ہے کہ وہ جب چاہے اپنی عاریت سے رجوع کر لے اگرچہ عاریت مقید ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا تھا: "**العاریۃ مؤداۃ**" (۳۲) عاریۃ میں لی گئی چیز واپس لٹائی جاتی ہے۔

اگر معیر نے کسی کو ایک خاص مقام تک جانے کے لئے موٹر سائیکل عاریتاً دی، تو دینے والے کو یہ اختیار نہیں کہ اس کا ایسی جگہ سے مطالبہ کرے جہاں سے مستعیر کرایہ کی سواری لے کر واپس نہ آ سکتا ہو۔ اس کی واپسی تک موٹر سائیکل مستعیر کے پاس رہے گی۔

معیر کو ایک اور اختیار شریعت یہ دیتی ہے کہ اگر معار مستعیر کے ہاتھوں ضائع ہو جائے یا ہلاک ہو جائے تو معیر مشروط طور پر تاوان وصول کر سکتا ہے۔ (اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے)۔

حدود عاریت:

معیر نے مستعیر کو کوئی چیز جس قسم عاریت کے مطابق دی ہو اس حد سے تجاوز کرنا ناجائز ہوگا۔ (۳۳)

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا۔ (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

مستعیر مستعار لی ہوئی چیز نہ اجرت پر آگے کسی کو دے سکتا ہے اور نہ ہی کسی کے پاس رہن رکھ سکتا ہے البتہ ودیعت (۳۴) کے طور پر کسی کے ہاں رکھی جا سکتی ہے۔

ضمان یا تاوان عاریت:

ضمان یا تاوان عاریت سے مراد یہ ہے کہ اگر معار مستعیر کے پاس ہلاک ہو جائے تو کیا مستعیر معیر کو اس کا بدل ادا کرے گا، اس بارے میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں فتح القدیر میں ہے:

والعارية امانةٌ ان هلكت من غير تعدلم يضمن۔ (۳۵)

یعنی عاریۃ امانت ہی کے حکم میں ہے اگر مستعیر کے پاس حدود عاریت سے تجاوز کئے بغیر ہلاک ہو جائے تو ضمان یا تاوان نہ ہوگا۔

جیسے ایک شخص نے جانور دوسرے کو عاریتاً دیا اور مستعیر نے اس جانور پر کوئی ناروا سختی بھی نہیں کی اور نہ ہی اس کی حفاظت میں کوئی کوتاہی کی نہ ہی اس پر ظلم کیا اور وہ جانور مر گیا تو یہ نقصان معیر کا ہوا مستعیر کو کچھ دینا نہ پڑے گا اور اگر مستعیر نے جانور پر ناروا سختی کی یا اس کی حفاظت میں کوتاہی کی یا اس پر ظلم کیا جس سے وہ جانور مر گیا تو مستعیر معیر کو تاوان ادا کرنے کا پابند ہوگا یہ قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔ (۳۶)

اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کا جانور پکڑ کر کسی اور کو عاریۃ دے دیا وہ اس کے پاس ہلاک ہو گیا تو اس صورت مستعیر تاوان کا ذمہ دار ہوگا کیونکہ جانور کے اصل مالک نے اسے وہ جانور عاریت نہیں دیا تھا لہٰذا مستعیر کو پہلے یہ تحقیق کر لینا مناسب ہوگا کہ آیا معار معیر کی ملکیت ہے بھی یا نہیں۔

عاریت کی چیز کو مستعیر نہ کرایہ پر دے سکتا ہے نہ گروی رکھ سکتا ہے۔ لیکن اگر اس نے ایسا کیا اور وہ جانور مرتھن یا کرایہ دار کے پاس ہلاک ہو گیا تو بھی مستعیر تنہا تاوان کا ذمہ دار ہوگا۔

یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ ایک شخص نے عاریتاً لی ہوئی چیز کسی اور کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر عاریتاً دے دی جب کہ اس چیز کو مختلف اشخاص کے استعمال سے نقصان کا خطرہ ہو۔ تو بھی مستعیر ثانی کے استعمال سے معار کے ضائع ہونے پر مستعیر اول کو تاوان ادا کرنا پڑے گا البتہ اگر معیر نے اس بات کی اجازت دی ہو تو پھر تاوان ادا کرنا نہیں پڑے گا جیسے مستعیر نے معیر

سے عاریت میں چیز لیتے وقت کہا ہو کہ یہ جانور مجھے عاریت دے دیجئے کہ میں خود اس پر سوار ہوں یا جسے چاہوں عاریتاً دے دوں اس صورت میں مستعیر ثانی کے پاس بھی تلف ہونے سے مستعیر کو تاوان ادا کرنا نہیں پڑے گا۔

اس صورت میں بھی مستعیر کو تاوان ادا کرنا نہیں پڑے گا کہ اگر معیر نے شئے کے استعمال لئے کوئی خاص کام مقرر کر دیا۔ مستعیر نے اُسے مقررہ کام کے علاوہ کسی اور کام میں استعمال کیا اور وہ شئے ضائع ہوگی تو دیکھنا یہ ہوگا کہ کیا مستعیر نے اس شرط کی مخالفت اگر بدنیتی سے کی ہے تو تاوان ادا کرنا پڑے گا ورنہ نہیں جیسے:

معیر نے کوئی جانور اس لئے دیا تھا کہ اس پر نمک کی بوری لادی جائے لیکن مستعیر نے اس پر روئی کی بوری لادی اور وہ مر گیا تو مستعیر تاوان کا ذمہ دار ہوگا البتہ اگر اس نے لوہے کی بوری لادی اور اس سے وہ جانور مر گیا تو تاوان کا ذمہ دار ہوگا۔

اسی طرح اگر مقررہ وقت کے لئے کوئی چیز عاریتاً دی اور مستعیر نے مقررہ وقت کے گزرنے کے بعد معار کو واپس نہ کیا یا مقررہ وقت گزرنے کے بعد دوران واپسی وہ چیز تلف ہوگئی تو بھی اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا۔

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ہر صورت میں ضمان ادا کرنا پڑے گا خواہ مستعیر سے کوئی غفلت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

کتاب الام میں ہے:

"فمن استعار شيئا فتلف في يده بفعله او بغير فعله فهو ضامن له"۔ (۳۷)

یعنی جس کسی نے کوئی چیز مستعار لی اور وہ چیز اس کے ہاتھ میں کسی بھی طرح ضائع ہوگئی تو ضمان ادا کرنا ہوگا۔

معجم الفقہ الحنبلی میں ہے:

"يجب الضمان العارية ان تلف سواء تعدى فيها المستعير او لم يتعد"۔ (۳۸)

مستعیر پر معار کے ضائع ہونے پر ضمان واجب ہوگا اگرچہ وہ معیر کی حدود سے متجاوز ہو یا نہ ہو۔

مالکیہ کے ہاں عاریتی اشیاء دوطرح کی ہوتی ہیں:

اول: سربستہ: ان سے مراد وہ اشیاء ہیں جنہیں چھپا کر رکھا جاتا ہے جیسے کپڑا زیور وغیرہ۔

دوم: کھلی اشیاء: جنہیں چھپا کر نہیں رکھا جاتا جیسے جانور سائیکل وغیرہ۔

سربستہ اشیاء کے تلف ہونے پر اس صورت میں تاوان کا ذمہ دار ہوگا اگر مستعیر نے اس کی حفاظت میں کوئی کمی باقی رکھی ہو۔

ہاں اگر یہ شہادت مل جائے کہ مستعیر نے چیز کی حفاظت میں کوئی کمی رکھی تھی تو چیز کے تلف ہونے پر ضمان کی ادائیگی اس پر ضرور ہوگی۔

جب کہ کھلی اشیاء کے ضائع ہونے میں اگر مستعیر نے معیر کی شرائط کے مطابق چیز استعمال کی ہے اور وہ ضائع ہوگی تو ضمان نہیں ہوگا البتہ حدود سے تجاوز کرنے پہ ضمان واجب ہوگا۔(۳۸)

ادائیگی ضمان:

تاوان کی ادائیگی تلف شدہ چیز کی قیمت کی صورت میں ہوگی، اس جیسی شئے کی صورت میں نہیں اگر چہ وہ اس کی مثل دستیاب ہو ہاں البتہ اسی حیثیت کی مثلی شئے دستیاب ہوتو مثلی چیز بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

اگر وہ چیز اسی طرح استعمال کی گئی تھی جس کی اُسے اجازت تھی اور بوجہ استعمال اس کی قیمت تلف ہونے سے پہلے ہی کم ہوگئی ہوتو مستعیر اس کی کو پورا کرنے کا ذمہ دار نہ ہوگا کیونکہ، معیر نے اس سے منفعت حاصل کرنے کی جو اجازت دیرکھی تھی، مستعیر اس کا حق دار تھا۔(۳۹)

معیر تلف شدہ چیز کی وہی قیمت وصول کرے گا جو اس کے تلف ہونے والے دن تھی بشرطیکہ یہ شہادت مل جائے کہ گواہوں نے اس چیز کو اس دن دیکھا تھا۔ اگر گواہوں کا یہ بیان ہو کہ انہوں نے دس روز پہلے اس چیز کو دیکھا تھا تو اس تاریخ کو اس چیز کی جو قیمت ہوگی وہ وصول کی جائے گی۔ اگر کسی نے اس چیز کو نہیں دیکھا اور نہ مستعیر کو یہ علم ہے کہ چیز کس دن ضائع ہوئی تو اس صورت میں معیر اس دن کی قیمت وصول کرے گا جو عاریتاً دینے والے دن تھی۔(۴۰)

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے۔ ☆

مشروط عاریت:

اگر مستعیر نے یہ شرط عائد کی کہ اگر معار اس کے پاس ہلاک یا ضائع ہو جائے تو یہ ضمان ادانہیں کرے گا تو یہ شرط بالاتفاق ائمہ اربعہ فاسد ہے اس شرط کے باوجود عاریت کی چیز ہلاک ہونے پر اس سے پہلے بیان کردہ شرائط کے مطابق مستعیر کو تاوان ادا کرنا پڑے گا۔ (۴۱)

رجوع عن العاریت:

عاریت دینے والا جب چاہے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے اس لئے ہدایہ میں ہے۔

للمعیر ان یرجع فی العاریة متی شاء۔ (۴۲)

یعنی معیر جب چاہے عاریت سے رجوع کرسکتا ہے۔

اگر چہ مدت مقررہ سے قبل اس نے عاریتاً لی ہوئی چیز کی واپسی کا مطالبہ کردیا ہو۔ اگر چہ معیر کو ایسا کرنا ممنوع ہے اور وعدہ خلافی ہے۔ اگر مقررہ مدت سے پہلے رعایت سے رجوع کیا تو بعد کی مدت میں مستعیر کے پاس وہ چیز بطور اجارہ رہے گی، جیسے ایک شخص نے دوسرے کو ایک سال کے لئے اپنا مکان عاریتاً دیا چھ ماہ کے بعد معیر نے مکان کی واپسی کا مطالبہ کردیا۔ اب مستعیر کو چار ماہ نیا مکان تلاش کرنے میں صرف ہوگئے تو ان چار ماہ کا کرایہ مستعیر کو ادا کرنا ہوگا۔

مستعیر یا معیر کسی ایک کی مدت سے بھی عاریت منسوخ ہو جاتی ہے۔ (۴۳)

عدم ادائیگی معار:

اگر مستعیر معار کو واپس کرنے سے انکار کردے یا معار کے تلف یا ضائع ہونے کی صورت میں ادائیگی ضمان سے منکر ہو جائے تو یہ غصب کی شکل اختیار کر جائے گا کیونکہ غصب کی تعریف صاحب ہدایہ نے یہ کی ہے۔

"اخذ مال متقوم محترم بغیر اذن المالک علی وجه یزیل یده" ۔(۴۴)

یعنی شریعت میں کسی کا قیمتی اور محترم مال مالک کی اجازت کے بغیر اس طرح لینا کہ اس کا قبضہ زائل ہو جائے غصب کہلاتا ہے۔

چونکہ غصب میں ضمان کے واجب ہونے کا سبب اس لئے قرار دیا گیا کہ اس میں ظلم و

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا۔

زیادتی کی صفت پائی جاتی ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر قبضہ جمانا ظلم وزیادتی ہے، اسی طرح معار کے تلف یا ضائع ہونے پر ضمان ادائیگی سے انکار یا معار کی واپسی نہ کرنا بھی ظلم وزیادتی ہے اس لئے اس حیثیت میں یہ معاملہ غصب قرار پائے گا۔

قاضی یا جج اس صورت میں قانون غصب کے مطابق فیصلہ کرے گا اور معار کی قیمت قانونی طور پر متعین کر کے مستعیر کو ادائیگی کا حکم جاری کرے گا۔ بصورت دیگر اپنے صوابدیدی اختیار کے تحت یا معار کی قیمت کے مطابق کوئی بھی تعزیری سزا دے سکتا ہے۔

احتیاطی تدابیر:

انسان اس دنیا میں فطری طور پر مدنی الطبع ہے اور ہر شخص کو کسی بھی وقت کسی دوسرے انسان کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ عصر حاضر میں بھی انسانی معاشرے میں اشیاء بطور عاریۃ دی اور لی جاتی ہیں۔ لیکن بعض حالات ومسائل ایسے پیدا ہو چکے ہیں جن کی بناء پر آج کے دور میں استعارہ کے وقت ان دو تدابیر کو اختیار کرنا ناگزیر ہے۔

۱۔ عاریت کا تحریر کرنا:

اہم اشیاء اولاً تو کسی کو عاریۃ دینی ہی نہیں چاہئیں البتہ اگر کسی وقت ایسی ضرورت پڑ جائے تو حالات کے مطابق اس کو باقاعدہ تحریری شکل میں لانا مفید ثابت ہوسکتا ہے اور معیر برے نتائج سے بچ سکتا ہے۔

جیسے اگر کوئی شخص کسی سے موٹر سائیکل یا موٹر کار عاریتاً لے کر کوئی واردات کرے اور معیر اس واردات سے بے خبر ہو تو اس صورت میں مروجہ قانون کے مطابق معیر بھی شریک جرم تصور ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی نے بندوق شکار کے لئے کسی کو عاریتاً دی۔ مستعیر نے اس بندوق سے کسی آدمی کو زخمی کر دیا تو معیر شریک جرم متصور ہوگا۔

۲۔ معار کی تحقیق:

مستعیر کو بھی یہ احتیاط کرنی چاہئے کہ مستعار لینے والی چیز کی تحقیق کر لے کہ کیا وہ چوری کی تو نہیں۔ اس لئے کہ اگر مسروقہ چیز اس کے ہاتھوں برآمد ہو جائے تو وہ بھی شریک جرم ثابت ہوگا۔

☆ قال الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ : امن الناس علیّ فی الفقہ محمد بن حسن ☆

حوالہ جات

۱۔ جوہری، الصحاح العربیہ، المطبعۃ المصریہ، مصر، ۱۳۸۳ھ، بذیل مادہ "عور" محمد الدین فیروز آبادی، القاموس المحیط، موسسۃ ارسالۃ، بیروت، ۱۹۸۷ء، ص ۵۷۳۔

۲۔ ابن منظور، لسان العرب، دار صادر بیروت، ۱۳۰۰ھ، ج ۴، ص ۶۱۸۔

۳۔ زبیدی، تاج العروس، مطبعۃ الخیریہ، مصر، ۱۳۵۶ھ، ج ۳، ص ۴۳۰۔

۴۔ ابن الاثیر، النہایہ فی غریب الحدیث والاثیر، موسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان، ایران، ۱۳۶۴ھ، ج ۳، ص ۳۲۰۔

۵۔ عور سے عار اس طرح بنا کہ قانون صرف کے مطابق واؤ متحرک ماقبل مفتوح الف سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

۶۔ بطرس بستانی، محیط المحیط، تاریخ ومقام اشاعت نامعلوم، ج ۲، ص ۱۴۹۶۔

۷۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۴، ص ۶۱۸۔

۸۔ عبدالرحمٰن الجزیری کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، مکتبہ تجاریہ، مصر (ت، ن) ج ۳، ص ۲۶۹۔

۹۔ شمس الدین السرخسی، المبسوط، مطبقہ السعادۃ، مصر، ت، ن، ج ۱۱، ص ۱۳۳۔

۱۰۔ برہان الدین مرغینانی، الہدایہ، محمد علی کارخانہ کتب کراچی، ۱۳۱۱ھ، ج ۳، ص ۲۷۷۔

۱۱۔ عبیداللہ بن مسعود، شرح الوقایہ، ایچ ایم سعید، کراچی (ت، ن) ج ۳، ص ۲۷۳۔۲۷۴۔

۱۲۔ المعاعون: ۴۔۷۔

۱۳۔ ابوعبداللہ القرطبی، الجامع الاحکام القرآن، دارالکتاب، قاہرہ، ۱۹۶۷ء، ج ۲۰، ص ۲۱۴۔

۱۴۔ امام احمد، المسند، دار صادر، بیروت، (ت، ن) ج ۳، ص ۱۸۰،۲۷۴۔

۱۵۔ ابو داؤد، سنن ابی داؤد (کتاب البیوع، باب ضمین العاریۃ) ولی محمد ناشرانِ کتب کراچی، ۱۳۶۹ھ، ج ۲، ص ۵۰۱۔

۱۶۔ علاؤ الدین علی، صحیح ابن حبان، (کتاب العاریۃ، حدیث نمبر ۵۰۷۲) موسسۃ الرسالۃ، مصر، ج ۸، ص ۲۷۷۔

۱۷۔ الجزیری، کتاب الفقہ، ج ۳، ص ۲۷۱۔

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے۔

۱۸۔ مرغینانی: ہدایہ: ۳: ۲۷۶۔

۱۹۔ مائدہ: ۲۔

۲۰۔ علاؤالدین حنفی، درمختار، ناشر قاضی ابراہیم، (ت، ن) ص ۷۵۸۔

۲۱۔ فتاویٰ عالمگیری، نورانی کتب خانہ، پشاور، (ت، ن) ج ۴، ص ۳۶۳۔

۲۲۔ محمد عبداللہ بن قدامہ، المغنی، مطبعۃ الامام، مصر (ت، ن) ج ۵، ص ۱۸۶۔۱۸۷۔

۲۳۔ مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۷۔

۲۴۔ علاؤالدین حنفی، درمختار، ص ۷۵۸۔

۲۵۔ ابن قدامہ، المغنی، ج ۵، ص ۱۸۷۔

۲۶۔ الجزیری، کتاب الفقہ، ج ۳، ص ۲۷۳۔۲۷۵۔

۲۷۔ الجزیری، کتاب الفقہ، ج ۳، ص ۲۷۳۔

۲۸۔ مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۷، ۲۷۸۔

۲۹۔ مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۸۔۲۷۹۔

۳۰۔ مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۹۔

۳۱۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد، مکتبہ المصطفی جلی، مصر، ۱۹۶۰ء، ج ۲، ص ۳۱۳۔ ابن قدامہ، المغنی، ج ۵، ص ۱۸۷۔

۳۲۔ ابوعیسیٰ، جامع ترمذی، (ابواب البیوع، باب جاء ان العاریۃ مؤداۃ) مکتبہ رحیمیہ، دیوبند، ۱۹۵۲ء، ج ۱، ص ۱۷۲۔

۳۳۔ مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۸، علاؤالدین، درمختار، ص ۷۵۹۔

۳۴۔ کسی چیز کو حفاظت کے لئے کسی دوسرے کے سپرد کرنا فقہ اسلامی میں ودیعت کہلاتا ہے۔

۳۵۔ ابن ہمام، فتح القدیر، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر (ت، ن) ج ۷، ص ۴۶۸۔ مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۷۔

۳۶۔ جلال الدین خوارزمی، کفایۃ "بذیل فتح القدیر" ج ۷، ص ۴۶۸۔

۳۷۔ امام شافعی، کتاب الام، مطبعۃ الامیریۃ، بولاق مصر، ۱۳۲۱ھ، ج ۳، ص ۲۱۸۔

۳۸۔ معجم الفقہ الحنبلی، بحوالہ ابن قدامہ، المغنی، ج ۵، ص ۲۰۴۔ وزارۃ الاوقاف، کویت، ۱۹۷۳ء، ج ۲، ص ۶۹۳۔

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے۔ ☆

۳۹۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد، ج ۲، ص ۳۱۳، الجزیری، کتاب الفقہ، ج ۳، ص ۲۷۳۔

۴۰۔ الجزیری، کتاب الفقہ، ترجمہ منظور احسن عباسی، محکمہ اوقاف لاہور، ۱۹۷۹ء، ج ۳، ص ۳۷۷۔

۴۱۔ ایضاً، ص ۳۷۵۔

۴۲۔ امام شافعی، کتاب الام، ج ۳، ص ۲۱۸۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد، ج ۲، ص ۳۱۴۔ ابن قدامہ، المغنی، ج ۵، ص ۲۰۴، الجزیری، کتاب الفقہ (اردو) ج ۳، ص ۳۹۶۔

۴۳۔ مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۷۔

۴۴۔ علاؤالدین، درالمختار، ص ۶۲۷۔

۴۵۔ ابوبکر کاسانی، البدائع والصنائع، (ترجمہ خان محمد چاولہ) مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۳۶۱۔

جدید فقہی مسائل اور ان کا مجوزہ حل

ترتیب وتدوین: ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ اردو ترجمہ: ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

نظر ثانی واشاعت: ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

450 صفحات، قیمت 300 روپے عمدہ ایڈیشن

ناشر: ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی کراچی

پوسٹ بکس نمبر 17777 گلشن اقبال کراچی

غلط اندازِ فکر اور غلط ترجمہ کی آفات

حضرت علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ صاحب سیالوی کی تازہ تصنیف شائع ہوگئی ہے......

☆ کتاب وسنت سے اخذ کردہ احکام، فقہی احکام کہلاتے ہیں۔ ☆